سیّد اخلاق حسین قاسمی دہلوی

حضورؐ پر جادو کی موضوع روایات

ایک محققانہ جائزہ

۸۶ء میں جادو کی روایت کے بارے میں حکمتِ قرآن کے اندر میرا ایک مختصر مضمون شائع ہوا تھا جس میں میں نے حدیثِ سحر کی وہ تشریح نقل کی تھی جو محدثِ ہند مولانا انور شاہ صاحب کاشمیری کی فیض الباری شرح بخاری میں تحریر ہے۔ وہ مضمون بے حد مختصر تھا اور لبید ابن اعصم کے سحر کی افسانوی تفصیل بڑے بڑے حضرات نے نقل کی ہے۔ اس لیے مختلف حضرات کی طرف سے اس مضمون پر اشکالات کیے گئے اور مجھے اس موضوع پر اور زیادہ محنت کرنی پڑی۔ ذیل کا مضمون اسی کاوش کا نتیجہ ہے۔ امید ہے کہ وہ مسئلہ اس تفصیلی بحث سے بالکل صاف ہو جائے گا۔

موجودہ دور میں عاملوں کے نام سے تعویذ گنڈے کا کاروبار کرنے والے عوام تو عوام خواص کے اندر بھی کثرت سے پیدا ہو گئے ہیں۔ یہ لوگ عوام کو حضورؐ پر جادو کے واقعہ کا حوالہ دے کر بہکاتے ہیں اور معمولی معمولی جسمانی امراض کو جادو، ٹوٹکا، اوپری اور نظرِ بد کہہ کر انہیں پھنساتے ہیں۔ ہندوستان میں اس طبقہ کو مشرک اور توہم پرست قوم اسامی بنانے کے لیے مل گئی ہے، لیکن پاکستان جیسے مسلم دیش کے اندر بھی یہ وبا کم نظر نہیں آتی۔

عوام کو بے وقوف بنانے کے لیے سب سے زیادہ سنگین جرم یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معصوم و پاکیزہ ہستی کو ایک موضوع روایت کی وجہ سے جادوگری کا نشانہ بنانے کی گستاخی کی جاتی ہے اور انہیں اس کے لیے بعض اہلِ علم کی کتابوں سے مدد مل جاتی ہے۔ اس خیال سے اس مسئلہ پر وضاحت کے ساتھ لکھا جا رہا ہے۔

منکرینِ حدیث نے جادو کی روایت کو لے کر حدیث کے پورے ذخیرہ کو غیر مستند قرار دینے کی اپنی تحریک کو تقویت پہنچائی ہے اور علماءِ حق نے انکارِ حدیث کے فتنہ کی تردید میں اس حدیث کی بھی وکالت کی ہے۔ مولانا ابوالاعلیٰ صاحب مودودی انہی علماء میں سے ہیں،

© rasailojaraid.com

com

لیکن قائلینِ حدیث کی طرف سے اس حدیث کی وکالت بہت کمزور وکالت معلوم ہوتی ہے۔

سحر کی مستند روایت

اب اس حدیثِ سحر پر غور کرو جو سند کے اعتبار سے قوی ہے اور امام بخاری نے اسے کتاب الطب میں حضرت عائشہؓ سے تین مختلف سندوں کے ساتھ تین ابواب میں متصلاً بیان کیا ہے۔ حضرت عائشہؓ سے روایت کرنیوالے ان کے بھانجے اور شاگرد حضرت عروہ ابن زبیر ہیں اور عروہ سے روایت کرنے والے ان کے لڑکے ہشام ہیں۔ ہشام سے راویوں کے تین سلسلے چلتے ہیں۔

مشہور محدث مولانا سید انور شاہ صاحب کشمیری نے فیض الباری شرح بخاری میں لکھا ہے کہ سفیان والی سند سے جو روایت منقول ہے اس میں حضرت عائشہؓ نے جادو کے اثر کا تعلق ازواج مطہرات کے ساتھ جنسی علاقہ میں ذہول اور نسیان سے قائم کیا ہے۔ اور سفیان ابن عیینہ (ایک راوی) نے اس جادو کے بارے میں یہ رائے دی ہے کہ وہ جادو کی سخت ترین قسم ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ کے صحیح الفاظ وہی ہیں جو اس طریقۂ سند میں نقل کئے گئے ہیں۔ (اس لئے سفیان والی سند کی روایت راجح ہے) دوسرے دو طریقوں میں ابہام ہے (یعنی اختلاف ہے) جس کی وجہ سے شبہات پیدا ہوگئے ہیں۔ یہاں تک کہ امام ابوبکر جصاص نے احکام القرآن (جلد ۱ ص۵۵) میں اس روایت کو ملاحدہ اور گمراہوں کی تصنیف قرار دے دیا۔ (فیض الباری جلد ۴ ص۳۷۲)

ہماری رائے یہ ہے کہ امام ابوبکر جصاص نے اس روایت کے بارے میں جو انتہائی سخت تنقید قائم کی وہ اس تفصیلی روایت کو دیکھ کر قائم کی جو امام ثعلبی کے حوالے سے آگے آرہی ہے۔ ورنہ حضرت عائشہؓ کے الفاظ پر کوئی شبہ وارد نہیں ہوتا کہ جادو کا اثر جنسی تعلق میں وہم اور شبہ پیدا کرنے کی صورت میں تھا، زندگی کے دوسرے دینی اور دنیاوی کاموں سے اس کا کوئی تعلق نہ تھا۔

سلف میں ابوبکر اصم کی رائے

صاحبِ روح المعانی نے امام ماتریدی کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ ابوبکر اصم کا یہ

om

قول ہے کہ جادو کی حدیث متروک ہے، کیونکہ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ کفار کا قول صحیح تھا کہ حضورؐ سحر زدہ ہیں۔ (جلد ۳۰، سورۃ الناس) اس انکار کی وجہ یہی نظر آتی ہے کہ مطلق ذہول و نسیان کی روایت سے منصبِ رسالت کی تقدیس پر حرف آتا ہے۔

حضرت عائشہؓ کی راجح حدیث

ذیل میں ہم حضرت عائشہؓ کی روایت کا (جو قابلِ ترجیح طریقہ سے مروی ہے) ترجمہ نقل کرتے ہیں:

"حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضورؐ پر سحر کیا گیا، یہاں تک کہ آپؐ کی حالت یہ ہو گئی کہ آپؐ کو یہ گمان ہوتا تھا کہ آپؐ اپنی عورتوں کے پاس ہو آئے۔ حالانکہ آپؐ ان کے پاس ہو کر نہیں آتے تھے۔ (حتی کان یری انہٗ یأتی النساء ولا یأتیھنّ۔ قال سفیان (ایک راوی) ھذا اشدّ ما یکون من السحر اذا کان کذا) ——— سفیان ابن عیینہ راوی کہتے ہیں کہ جادو کی یہ بدترین قسم ہے جب وہ واقع ہو جائے ——— اس کیفیت کو محسوس کر کے آپؐ نے خدا تعالیٰ سے تین دفعہ دعا فرمائی۔ پھر ایک روز آپؐ نیند سے جاگے اور اس روز آپؐ میرے ہاں تھے اور مجھ سے فرمایا: دو فرشتے خواب میں آئے اور انہوں نے اس سحر کی ساری کیفیت بیان کی اور جادو کرنے والے کا نام بتایا جو لبید ابن اعصم ہے۔ پھر حضورؐ نے بعض صحابہ کو ساتھ لے جا کر بنی زریق کے کنویں میں سے وہ سامان نکلوایا جس کے ذریعے جادو کیا گیا تھا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: حضورؐ! کیا میں اس شخص کا نام ظاہر کر دوں؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں! خدا تعالیٰ نے مجھے شفاء عطا کر دی، اگر میں اس کا نام لوگوں پر ظاہر کر دوں گا تو اس سے شر پھیل جائے گا۔ پھر آپؐ نے اس سامان کو زمین میں دفن کرا دیا۔" (بخاری جلد ثانی صد ۸۵۸)

دوسرے دو طریقوں میں اطلاق و عموم کے الفاظ یہ ہیں اور ان میں بھی اختلاف ہے۔

(۱) یخیّل الیہ انّہٗ یفعل الشیءَ وما فعلہ

(۲) لیخیّل الیہ انّہ فعل الشیءَ وما فعلہ

© rasailojaraid.com

ان الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ جادو کا اثر یہ پڑا کہ آپؐ خیال کرتے تھے کہ ایک کام آپؐ نے کر لیا، حالانکہ آپؐ نے نہیں کیا ہوتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دو سندوں کے راویوں میں سے کسی راوی کو سہو ہوا اور اسے حضرت عائشہؓ کے اصل الفاظ محفوظ نہیں رہے اور انہوں نے حضرت عائشہؓ کے خاص مفہوم والے الفاظ کو عام مفہوم والے الفاظ سے بدل دیا۔

جادو کے واقعہ کا پس منظر

ابنِ سعد کے حوالے سے حافظ ابنِ حجر عسقلانی نے جادو کے واقعہ کا پس منظر بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حضورؐ جب خیبر کی جنگ فتح کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو خیبر کی جنگ میں شکست کھائے ہوئے چند یہودی سردار لبید ابن اعصم کے پاس آئے۔ لبید انصارِ مدینہ کے قبیلہ بنی زریق سے تعلق رکھتا تھا اور یہ قبیلہ یہود کا حلیف و دوست تھا۔ لبید ظاہری طور پر مسلمان تھا، لیکن درحقیقت یہ منافق تھا۔ ان سرداروں نے لبید سے کہا کہ ہم نے تو محمدؐ پر جادو کر کے دیکھ لیا، ہمیں کامیابی نہیں ہوئی اور محمدؐ پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ تم ہم سے بڑے جادوگر ہو، تم ان پر جادو کرو۔ تین دینار اس کام کے طے ہوئے۔ (فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۶)۔

حدیثِ سحر کی قابلِ اعتراض تشریحات

بخاری کے شارح علامہ ابنِ حجر عسقلانی نے اس حدیث کی وکالت کرتے ہوئے جو چند باتیں نہایت کمزور نقل کی ہیں، ان پر غور کرو:

(۱) مشہور تابعی حضرت سعید ابن مسیب کا قول (حدیثِ مرسل) بیان کرتے ہیں:

حتی کان ینکر بصرہ ای صار کالذی انکر بصرہ بحیث انہ رأی الشیئ یخیل انہ علی غیر صفتہ فاذا تأمل عرف حقیقتہ۔

"آپؐ کو اپنی نظر پر شبہ ہوتا تھا، یعنی آپؐ اس شخص کی مانند ہو جاتے تھے کہ جب وہ کسی چیز کو دیکھتا ہے تو وہ چیز اسے اپنی اصل سے مختلف نظر آتی ہے

اور جب وہ پھر سے غور کے ساتھ دیکھتا ہے تو وہ چیز اپنی حقیقی صورت میں سامنے آجاتی ہے۔"

یعنی مثال کے طور پر جب آپ روٹی پانی کو دیکھتے تو وہ آپ کو کوئی دوسری ہی چیز نظر آتے، البتہ جب غور سے دیکھتے تو آپؐ کو معلوم ہوتا کہ یہ روٹی پانی ہے۔ اور یہ کیفیت علامہ ابن حجر کے نزدیک راجح قول کے مطابق چھ مہینہ تک آپؐ پر طاری رہی۔ کیا حضرت سعید ابن مسیّب جیسے جلیل القدر تابعی سے اس قول کی امید کی جا سکتی ہے؟

(۲) لبید ابن عاصم کی بہن کا دعوٰی:

حافظ ابن حجر نے ابن سعد کے حوالہ سے لکھا ہے کہ لبید کی بہن نے یہ دعوٰی کیا:

"ان یکن نبیا فسیخبره والا فسیذهله هذا السحر حتی یذهب عقله"

اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی برحق ہیں تو آپؐ اس جادو کی اطلاع دیدیں گے اور اسے ظاہر کر دیں گے اور اگر ایسا نہیں ہے تو اسے بھول جائیں گے، یہاں تک کہ آپؐ کی عقل جاتی رہے گی۔"

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر وھبؔ اور معمرؔ کی روایت کردہ حدیث عائشہؓ کو صحیح تسلیم کر لیا جائے جس میں چھ مہینہ تک جادو کا اثر بیان کیا گیا ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ "ولا یدری ما عراہ" کہ آپؐ اپنے جسم کے گھلنے اور بالوں کے جھڑنے کی تکلیف کو سمجھ ہی نہ سکے کہ وہ کیا ہے، یہاں تک کہ دو فرشتوں نے خواب میں آکر بتایا۔ تو پھر لبید کی بہن کے اس گمراہانہ دعوٰی کی رو سے آپؐ کی نبوت کے متعلق کیا کہا جائے گا؟ اس قسم کی تشریحات نے حدیثِ سحر کو اربابِ تحقیق کے نزدیک ناقابل اعتبار قرار دے دیا ہے۔

اور مازری یہ فرماتے ہیں کہ جو اس حدیث کا انکار کرتے ہیں وہ اہلِ بدعت ہیں۔ (فتح الباری ایضاً) ـــ اس پر تعجب کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے!۔

مستند روایت کا علمی تجزیہ

(۱) اس روایت میں اس کا کوئی تذکرہ نہیں کہ یہ کیفیت کتنی مدت رہی۔

(۲) یہ بھی ذکر نہیں کہ اسی واقعہ میں سورہ معوّذتین نازل ہوئیں۔

© rasailojaraid.com

(۳) اس بات کا بھی کوئی ذکر نہیں کہ اس جادو کا اثر آپ پہ جسمانی امراض کی صورت میں طاری ہوا۔

(۴) جو عارضی اور وقتی کیفیت جنسی تعلق میں بھول اور نسیان کی آپؐ پہ طاری ہوئی آپؐ نے اس کی تشہیر کو مناسب نہیں سمجھا اور حضرت عائشہؓ کو اس کی تشہیر سے روک دیا۔ اِنی کرھتَ ان اثیر علی الناس فیہ شرًا ــــ "میں پسند نہیں کرتا کہ اس واقعہ کو لوگوں میں پھیلاؤں کیونکہ اس میں برائی کا پہلو ہے"۔ برائی یہ بھی تھی کہ مسلمان لبید کو سزا دیں اور برائی یہ بھی تھی کہ معاملہ جنسی تعلق کا تھا جس کا چرچا بھی عوام میں اچھا نہیں ہوتا۔

(۵) اس واقعہ کو حضرت عائشہؓ کے سوا کسی دوسرے صحابی نے نقل کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ یہاں تک کہ آپؐ نے جن صحابہ کرام (علیؓ، عمارؓ وغیرہ) کو کنویں پہ بھیجا انہوں نے بھی اس واقعہ کو کبھی نقل نہیں کیا۔

حضرت زیدؓ ابنِ ارقم کی روایت

حضرات صحابہ کرامؓ میں اس واقعہ کو صرف زید ابن ارقم نے روایت کیا ہے، لیکن ان کی روایت میں نہایت اختصار ہے اور کوئی بات اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں شک وشبہ کی نہیں۔ فرماتے ہیں:

"حضورؐ پر ایک یہودی نے سحر کیا اور آپؐ کو اس کی وجہ سے چند روز شکایت رہی (فاشتکی لذلک ایاما) جبریل امین آئے اور انہوں نے آپؐ کو آگاہ کیا۔ آپؐ نے کسی کو بھیجا، وہ اس سامان کو نکال کر لے آئے۔ آپؐ نے اس کی گرہیں کھولیں اور آپؐ پر اس کی وجہ سے جو انقباض طاری تھا وہ دور ہوگیا۔ (کانما نشط من عقال)۔ پھر آپؐ نے اس یہودی سے کوئی ذکر نہیں کیا اور نہ اس نے آپؐ کے چہرہ پر زندگی بھر کبیدگی کے آثار دیکھے۔"

اس روایت کو ابن کثیر نے مسند احمد کے حوالہ سے نقل کیا ہے، اور لکھا ہے کہ امام نسائی نے بھی اسے اپنی سنن میں روایت کیا۔ زیدؓ ابنِ ارقم نے جادو کے اثر کو

انقباض اور تکدّر سے تعبیر کیا ہے اور اس تعبیر میں شانِ نبوّت کا انتہائی احترام نظر آرہا ہے۔

حضرت عائشہؓ کی حدیث کی کمزور سند

حضرت عائشہؓ کی ایک روایت ہشام ابن عروہ سے وہب ابن منبہ اور ان کے بھائی معمر نے روایت کی ہے، جس میں جادو کے اثر کی مدت، چھ مہینے بیان کی گئی ہے۔ ناقدین حدیث نے ان دونوں بھائیوں کو تقویٰ اور طہارت میں بلند پایہ تسلیم کرتے ہوئے علماء تابعین میں قصّہ گو اور اسرائیلی حکایات کا دل دادہ بیان کیا ہے، جیسے کچھ لوگ ہر قوم کے اندر داستان گو ہوئے ہیں۔ ان کے والد فارسی تھے۔ شاہِ ایران کسریٰ نے کسی قصور پر انہیں ایران سے نکال دیا تھا اور وہاں سے نکل کر یہ یمن میں آباد ہوگئے تھے۔ اس روایت کی مدّت کو حضرت زید ابن ارقم کی روایت پر ترجیح حاصل نہیں ہوسکتی، حضرت زید چند روز (ایاماً) کی تصریح کر رہے ہیں۔

امام ثعلبی کی روایت

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کے واقعہ کو جس موضوع اور بے سند روایت نے ایک افسوسناک اور مضحکہ خیز داستان بنا کر رکھ دیا ہے وہ امام ثعلبی کی بیان کردہ روایت ہے، جسے حافظ ابن کثیر نے تفسیر ثعلبی سے نقل کیا ہے ___ اور اس کے بارے میں آخر میں لکھا ہے:

هكذا اورده بلا اسنادٍ، فيه غرابة وفي بعضه نكارةٌ شديدةٌ ولبعضه شواهدُ بما تقدّم (ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۵۷۴)

" ثعلبی نے اسے بلا سند (عن ابن عباس و عائشہؓ) نقل کیا ہے اور اس کے بعض حصوں میں غرابت اور نکارۃ (عجیب باتیں اور ناقابلِ قبول باتیں) ہیں اور بعض حصوں کے شواہد ملتے ہیں۔"

اس بے سند حکایت کا جو حصہ ناقابلِ قبول، بلکہ شانِ رسالت میں سوءِ ادب پر مشتمل ہے وہ یہ ہے:

© rasailojaraid.com

فمرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانتثر شعر رأسہ و
جعل یذوب ولا یدری ما عراہ ولبث ستة اشہر۔

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیمار پڑ گئے اور چھ ماہ تک بیمار پڑے رہے اور آپؐ کے سر کے بال جھڑ گئے۔ اور آپ کا جسم گھل کر رہ گیا اور آپؐ کو پتہ نہیں چلتا تھا کہ یہ حالت آپؐ پر کیوں طاری ہے۔"

امام ثعلبی علم حدیث سے بیگانہ تھے

عقل سلیم اسے قبول نہیں کر سکتی کہ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم چھ ماہ تک اتنے شدید بیمار رہے ہوں کہ آپؐ کا جسم گھل گیا ہو اور آپؐ کے بال جھڑ گئے ہوں اور اس حادثہ کو تمام جاں نثارانِ رسالت دیکھ رہے ہوں اور کسی کو اس حالت پر افسوس نہ ہوا ہو — ایک ایک حرکت و حالت کے نقل کرنے والے صحابی بالکل خاموش رہے ہوں اور کسی نے اس پر توجہ دینے کی ضرورت محسوس نہ کی ہو — خدا تعالیٰ بھی اس تماشے کو دیکھ کر خاموش بیٹھا رہا ہو اور چھ ماہ کے بعد اس بیماری کے علاج کا انتظام کیا گیا ہو۔

اس عقلی اور درایتی جرح کے علاوہ روایتی اور نقلی طور پر اس روایت کے ناقل امام ثعلبیؒ کے بارے میں محدثین اور مفسرین کی رائے کیا ہے؟ — اس پر غور کرو:

ثعلبی (وفات ۴۲۷ھ) باوجود جلالتِ علمی کے روایات کے نقل و بیان کے معاملہ میں جو کمزور اور غیر ذمہ دارانہ رویہ رکھتے تھے وہ حسب ذیل ہے:

مصنف تاریخ تفسیر و مفسرین لکھتے ہیں:

" اسی طرح جو احادیث موضوعہ شیعہ فرقہ کے یہاں زبان زدِ عام تھیں ثعلبی ان سے بھی دھوکہ کھا گئے چنانچہ وہ بے شمار ایسی احادیث موضوعہ ذکر کرتے ہیں اور ان پر نقد و جرح بالکل نہیں کرتے۔ اس سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ ثعلبی نقد احادیث کے فن سے یکسر بے گانہ تھے " (۲۱۳)

مصنف نے ثعلبی کی حدیث دانی کے بارے میں امام ابن تیمیہؒ کی یہ رائے نقل کی ہے:

"ثعلبی اگرچہ بذاتِ خود دین دار اور بھلے آدمی تھے مگر حاطب لیل (رات کے وقت گیلی سوکھی ہر قسم کی لکڑیاں چننے والے) تھے کتبِ تفسیر میں جو

صحیح وضعیف اور موضوع روایات ملتیں ان کو اپنی تفسیر میں جگہ دیتے۔"

(بحوالہ اصول تفسیر ص ۱۹)

" واحدی اور ان کے استاد ثعلبی دونوں علم حدیث میں بے مایہ تھے۔ دونوں کی تفاسیر میں اور خصوصاً تفسیر ثعلبی میں احادیث موضوعہ اور قصہ کہانیوں کی بھرمار ہے (چنانچہ ثعلبیؒ نے جادو کے معاملہ میں بھی داستان گوئی کے فن کا مظاہرہ کیا ہے)۔" (بحوالہ الرسالہ المتطرفہ ۵۹)

مصنف نے ثعلبی کے بارے میں اپنا یہ فیصلہ لکھا ہے کہ " ثعلبی داستان گوئی کے بہت دلدادہ تھے۔ انہوں نے حضرات انبیاء کے واقعات پر بھی داستان گوئی کے انداز پر ایک کتاب لکھ ڈالی۔" یہی وجہ ہے کہ جادو کے واقعہ میں ثعلبی کی داستان گوئی نے اس واقعہ کے بعض حصوں کو قرآنی نصوص اور عقل سلیم کے خلاف کر دیا۔

اصل حقیقت ، صرف وہم و وسوسہ

قرآن کریم اور حدیث صحیح کی روشنی میں صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ لبید کے ساحرانہ عمل سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر جنسی تعلق کی طرف سے کچھ دنوں کے لیے ایک قسم کا وہم و وسوسہ پیدا ہو گیا تھا کہ میں ازواج مطہرات کے پاس گیا یا نہیں گیا! اور اس کا مقصد حضور کے ازدواجی تعلقات میں بدمزگی پیدا کرنا تھا ــــ اور سفیان ابن عیینہ راوی حدیث نے سحر کی اسی قسم کو نہایت خطرناک قرار دیا ہے۔

قرآن کریم نے بھی یہود کے بارے میں یہ کہا ہے کہ وہ ہاروت وماروت سے اسی قسم کا سحر حاصل کرتے تھے:

فَيَتَعَلَّمُونَ مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ (البقرہ: ۱۰۲)

" وہ لوگ ان سے وہ سحر حاصل کرتے تھے جس کے ذریعے میاں اور بیوی کے درمیان تفریق پیدا ہو" (اور کسی کی بیوی ٹوٹ کر اس کے پاس آجائے اور گھریلو زندگی میں بدمزگیاں پیدا ہوں)۔

قاضی عیاض کی تشریح

حضرت قاضی عیاض نے وہم و وسوسہ کی جو عملی صورت متعین کی اس کی نہ صرف اصل

© rasailojaraid.com

روایتِ عائشہؓ کے الفاظ میں گنجائش نظر نہیں آتی ہے، بلکہ وہ شانِ رسالت کے بھی منافی ہے۔ لکھتے ہیں:

یظھر لہ من نشاطہ فاذا دنا منھن اخذتہ اخذۃ السحر فلم یا تھن ولم یتمکن من ذلک

(روح المعانی جلد آخری ص۲۸۳)

"جب آپؐ کے اندر نشاط و خواہش پیدا ہوتی اور آپؐ ازواج کے پاس جاتے تو آپؐ جنسی تعلق کی اپنے اندر قدرت نہ پاتے۔"

یہ قاضی عیاض جیسے جلیل القدر محدّث اور سیرت نگار کی اپنی اجتہادی تشریح ہے جس کا منکر ہونا ظاہر و باہر ہے۔

احتیاط پسند مفسّرین کا طریقہ

سلف و خلف میں جو اہلِ علم تحقیقی مسلک رکھتے ہیں انہوں نے سحر کی روایت کو نقل کرنے میں احتیاط پر عمل کیا ہے۔ امام فخر الدین رازی نے معوّذتین کی تفسیر کرتے ہوئے صرف ایک فقرہ پر اکتفار کیا ہے اور لکھا ہے کہ ان سورتوں کے شانِ نزول میں سحر کا واقعہ نقل کیا جاتا ہے (حالانکہ ثعلبی کی موضوع روایت کے علاوہ کسی صحیح حدیث میں اس کا ذکر نہیں ملتا)۔ اردو مفسّرین میں شاہ عبدالقادر صاحب محدّث دہلوی نے جادو کے واقعہ کی طرف اشارہ کرنا بھی پسند نہیں کیا۔ سولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے نہایت اختصار کے ساتھ چند فقرے تحریر کیے کہ:

"لبید یہودی نے سحر کر دیا تھا جس سے آپ کو مرض کی سی حالت عارض ہو گئی، آپؐ نے حق تعالیٰ سے دعا کی، اس پر یہ دونوں سورتیں نازل ہوئیں۔"

(بیان القرآن جلد آخری ص۱۲۰)

صحیح احادیث میں سورۂ معوّذتین کی فضیلت ضرور بیان کی گئی ہے اور ان سورتوں کو پڑھ کر اپنے اوپر دم کرنے کی فضیلت بھی بیان کی گئی ہے۔ لیکن کسی حدیث صحیح میں ان سورتوں کا شانِ نزول جادو کے واقعہ کو بیان نہیں کیا گیا۔ حافظ ابنِ کثیرؒ نے ان سورتوں کی فضیلت میں متعدد روایات نقل کی ہیں۔

.com

مولانا عبدالحق صاحب حقّانی نے بڑی احتیاط سے قلم اٹھایا ہے اور یہ لکھا ہے کہ سورہ معوذتین یا کسی دوسری آیت قرآنی میں اس کا کوئی ذکر نہیں ملتا کہ حضورؐ پر سحر کیا گیا۔ یہ ساری بحث ایک بالائی بات ہے جس میں علماء کا اختلاف ہے (تفسیر حقّانی جلد ہشتم ص ۲۹۲) حقانی صاحب نے جادو کی بحث میں صرف دو دن تک اس کا اثر لکھا ہے۔

شیخ محمد عبدہٗ کی رائے

شیخ محمد عبدہٗ نے اپنی تفسیر سورۂ معوذتین میں جادو کے واقعہ کی اسی روایت کو سامنے رکھ کر اس کی تردید کی ہے جس روایت میں سہو ونسیان میں عموم واطلاق پیدا کیا گیا ہے۔ شیخ لکھتے ہیں:

"اس ضمن میں کئی احادیث منقول ہیں کہ لبید ابن اعصم یہودی نے آپؐ پر جادو کیا تھا۔ اس جادو کا اثر یہ ہوا کہ آپؐ کو گمان ہوتا تھا کہ فلاں کام آپؐ نے کر لیا ہے حالانکہ وہ نہیں کیا ہوتا تھا۔ ظاہر ہے کہ جادو کا آپؐ کی ذاتِ گرامی پر اس حد تک اثر انداز ہونا کہ آپؐ پر نسیان طاری ہو جائے ایک جسمانی مرض نہیں اور نہ ہی اس قسم کا سہو ونسیان ہے۔ جو عموماً لوگوں کو عارض ہو جاتا ہے، بلکہ اس کا تعلق عقل ودرح کے ساتھ ہے۔ اس سے کفارِ مکّہ کے اس قول کی تائید ہوتی ہے، وہ بھی یہی بات کہتے تھے: اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا (تم لوگ تو اے مسلمانو! ایک جادو زدہ آدمی کی پیروی کرتے ہو) (فرقان: ۸)

"مسحور اور جادو مارا اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کے حواس درست نہ ہوں اور جو کیے ہوئے اور نہ کیے ہوئے کاموں میں تمیز نہ کر سکتا ہو۔"

آگے لکھتے ہیں:

"اگر فرض کر لیا جائے کہ اس ضمن میں وارد شدہ حدیث صحیح ہے تو بھی یہ اس لیے قابلِ احتجاج (دلیل) نہیں کہ یہ خبرِ واحد ہے اور عقائد کے باب میں اخبارِ احاد سے استدلال نہیں کیا جا سکتا۔ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کا سحر کی تاثیر سے محفوظ ومعصوم رہنا اسلامی عقائد میں سے ایک ضروری عقیدہ

© rasailojaraid.com

ہے، اس لیے اس ضمن میں ظنی دلیل کافی نہیں"۔ (پارہ عم ص ۱۸۱)

مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی اور دوسرے علماء نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نسیان اور بھول کے جواز اور وقوع پر کئی مثالیں دی ہیں ـــــ لیکن ان مثالوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کو نماز میں بھول ہوئی اور فوراً ایک صحابی نے توجہ دلائی یا وحی الٰہی نے آکر توجہ دلائی اور آپؐ نے نماز کو درست کر لیا۔ یہ بھول و نسیان کی فطری صورتیں ہیں جو وقتی طور پر چند لمحوں کے لیے آپؐ پر طاری ہو جاتی تھیں اور پھر آپ اس عارضی بھول سے نکل جاتے تھے۔ لیکن جو بھول اور نسیان جادو کے اثر سے ایک موضوع روایت میں بیان کیا گیا ہے اور جو اس موضوع روایت کے مطابق چھ ماہ تک (ایک قول میں ایک سال تک) طاری رہا (اربعون لیلۃً او ستۃ اشھر او سنۃ) یہ محدثین و مفسرین کی عبارت ہے، ـــــ اس بھول کو کیا شانِ نبوت اور منصبِ نبوت کے مطابق تسلیم کیا جا سکتا ہے؟

امام ثعلبی کے موضوع اثر کی اشاعت

ان چند محتاط مفسرین کے علاوہ مفسرین کی اکثریت نے حضرت ابنِ عباس کے موضوع اثر کی اشاعت میں حصہ لیا اور اس موضوع اثر کی قابلِ اعتراض باتیں عوام میں پھیلیں۔

قاضی ثناء اللہ صاحب نے تفسیر مظہری میں جادو کی تشریح میں حدیث عائشہؓ کا حوالہ نہیں دیا اور اسے اپنے سامنے نہیں رکھا، بلکہ بیہقی کی کتاب دلائل النبوۃ سے حضرت ابنِ عباس کا وہ اثر نقل کیا، جسے ثعلبی نے روایت کیا ہے۔ (مظہری عربی جلد ۱۰ صـ ۳۷۶)

شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی نے فتح العزیز میں لکھا ہے:

"بعضے اوقات چناں خیال مے کرد کہ من کارے کردہ ام حالانکہ نکردہ بودند چوں این عارضہ تا شش ماہ ممتد شد" (پارہ عم صـ ۲۹۸)

"بعض اوقات آپ پر یہ حالت طاری ہو جاتی تھی کہ میں نے فلاں کام کر لیا حالانکہ نہ کیا ہوتا۔ یہ عارضہ چھ ماہ تک چلتا رہا۔"

شاہ صاحب نے مرجوح روایت کو اختیار کیا اور چھ ماہ کی مدت موضوع روایت

کے مطابق بیان فرمائی۔

معارف القرآن کے مصنف مفتی محمد شفیع صاحب نے حضرت عائشہ رضؓ کی اس روایت کے فقرے نقل کیے جن میں اطلاق وعموم ہے۔ حالانکہ ان کے استاد حضرت کشمیریؒ نے اطلاق والی روایتوں کو مقید اور خاص روایت کے تابع کرکے حدیث کی تشریح کی اور اسے اعتراض سے بچایا۔ مفتی صاحب نے امام ثعلبی کے حوالہ سے ان کی بیان کردہ روایت کا وہ حصہ نقل کیا جو دوسری روایات کے مطابق ہے اور مرض کی شدت والے حصہ کو نظر انداز کر دیا۔ حالانکہ مفتی صاحب کو ایسی موضوع روایت کا ذکر ہی نہیں کرنا چاہیے تھا۔ مفتی صاحب نے حضرات انبیاء پر جادو کے اثر کی وکالت کی ہے لیکن اسی کے ساتھ ثعلبی کی روایت میں مرض کی شدت کے جو کوائف منقول ہیں ان کی تردید کی ضرورت نہیں سمجھی۔ حالانکہ عظمت رسالت کے تحفظ کی خاطر اس کی تردید ضروری تھی۔

اس موقع پر یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہماری فقہ وحدیث کی کتابیں عام طور پر معمولی معمولی جزئی مسائل میں تحقیق احادیث کی طویل طویل بحثوں سے بھری ہوئی نظر آتی ہیں، لیکن ذاتِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کی عظمت سے متعلق روایات میں نہ وہ نکتہ رسی اور چھان بین ملتی ہے اور نہ وہ احتیاط نظر آتی ہے جس کی وجہ سے جادو کی یہ موضوع روایت امت میں اس قدر شہرت حاصل کر چکی ہے۔

مودودی صاحب لکھتے ہیں کہ یہ تمام اثرات آپ کی ذات تک محدود رہے دوسرے لوگوں کو معلوم تک نہ ہو سکا۔ تو پھر جادو کا یہ واقعہ تفصیل کے ساتھ جس کو مودودی صاحب صحیح تسلیم کر رہے ہیں راویوں کو کس طرح معلوم ہوا؟ کیا اس حدیث کے راویوں (حضرت عائشہ رضؓ اور ابن عباس رضؓ اور زید ابن ارقم) پر الہام کیا گیا۔ مودودی صاحب ثعلبی کی موضوع روایت کی وکالت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "یہ ہے سارا قصہ جادو کا، اس میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو آپ کے منصبِ نبوّت میں قادح ہو۔ ذاتی حیثیت سے اگر آپ کو زخمی کیا جاسکتا تھا جیسا کہ جنگ احد میں ہوا، اگر آپ گھوڑے سے گر کر چوٹ کھا سکتے تھے جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے، اگر آپ کو بچھو کاٹ سکتا تھا جیسا کہ کچھ احادیث میں وارد ہوا ہے ——

© rasailojaraid.com

تو آپ اپنی ذاتی حیثیت میں جادو کے اثر سے بیمار بھی ہو سکتے تھے۔"
(ضمیمہ مختصر تفہیم صفحہ ۹۵)

مودودی صاحب نے اس وکالت میں طبعی اور مادّی اسباب پر جادو کو قیاس کیا ہے اور ظاہری اور مادّی اسباب سے پہنچنے والی تکلیفوں کی مثالیں پیش کی ہیں، لیکن سحر کی جو تعریف اوپر نقل کی گئی ہے۔ اس تشریح کی رد سے سحر طبعی اسباب میں داخل نہیں ہے ۔۔۔ پھر اس قیاس کا کیا مطلب ہے؟ ۔۔۔

مودودی صاحب نے حضرت ایوب علیہ السّلام کی بحث میں یہ لکھا ہے:

"قرآن مجید کی رو سے اللہ تعالےٰ نے شیطان کو صرف وسوسہ اندازی ہی کی طاقت عطا فرمائی ہے، نہ کہ کسی کو بیمار ڈالنے یا جسمانی اذیتیں پہنچانے کی۔"
(ضمیمہ ۹۷۴)

پھر حضورؐ پر جادو کے واقعہ میں مودودی صاحب حضورؐ کی جسمانی بیماری کے قائل کیوں ہو گئے؟

فاضل بریلوی کی رائے

مولانا احمد رضا خاں صاحب کے ترجمہ کنز الایمان کے حاشیہ (سورۃ النّاس) پر مولانا نعیم الدین صاحب مراد آبادی لکھتے ہیں:

"لبید ابن اعصم اور اس کی بیٹیوں نے حضور سیّدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم پر جادو کیا اور حضورؐ کے جسمِ مبارک اور اعضاءِ ظاہرہ پر اس کا اثر ہوا، قلب و عقل و اعتقاد پر کچھ اثر نہ ہوا۔ چند روز کے بعد جبریل آئے الخ"
(صفحہ ۷۱۶)

فاضل بریلوی بھی ثعلبی کی موضوع روایت کو تسلیم کر رہے ہیں ۔۔۔ ورنہ حضرت عائشہ رضؓ کی اصل روایت میں صرف تخیّل اور خیال کے متأثر ہونے کی بات کہی گئی ہے، جسمانی مرض کی طرف کوئی لفظ بھی اس روایت کا اشارہ نہیں کر رہا۔ رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ذاتِ پاک سے محبت کا دعویٰ کرنے کے باوجود جادو کے واقعہ پر صرف سطحی مطالعہ کی بنیاد پر قلم اٹھا لیا گیا اور اصل ماخذ کی طرف رجوع نہیں کیا گیا ۔۔۔

.com